اسلام کا اقتصادی نظام

مولانا محمد شمشاد ندوی

ناشر

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی جے پور

اسلام کا اقتصادی نظام

اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امت مسلمہ کی معاشی پسماندگی دور کرنے کا حل پیش کیا گیا ہے۔ حلال طریقہ سے دولت وثروت حاصل کرنے اور نیک راہوں میں خرچ کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اور بھیک مانگنے کو سخت نا پسند کیا گیا ہے۔ قرآن واحادیث مبارکہ میں کسب حلال کی فضیلت اور حرام ذرائع سے دولت کمانے کی ممانعت ہے۔ اس کتاب میں اس سلسلہ کی تقریباً تمام آیات واحادیث کو ان کے اصل ماخذ ومصادر سے حاصل کر کے یکجا کر دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں مستند حوالوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوراول میں اسلام کا اقتصادی نظام قائم ہوتے ہی دولت کی اتنی فراوانی ہوئی کہ کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ اور ہر طرف سے بدامنی ختم ہوگئی تھی۔

مفتی محمد شمشاد ندوی

ناشر

ادارہ تحقیقات اسلامی، جے پور، راجستھان

نام کتاب : اسلام کا اقتصادی نظام
مصنف : محمد شمشاد ندوی
اشاعت اول : ۲۰۲۰ء
ناشر : مصنف
تعداد : ۱۰۰
صفحات : ۴۸
قیمت : ۳۰
کمپوزنگ وطباعت: گلوبل کمپیوٹرس اینڈ پبلی کیشن، رام گنج بازار، جے پور

رابطہ و پتہ: **Md. Shamshad Nadwi**,
Q-7, Jameatul Hidaya, Ramgarh Road, Manpur Sadwa, Near Lalwas,
P.O. Jaisinghpura Khor, Jaipur-302036 (Raj.)
Mob. 9829158105,9314282144, Email: mdshamshadnadwi@gmail.com

ملنے کے پتے :

۱۔ جامعۃ الہدایۃ، رام گڑھ روڈ، مانپور سڑوہ، جے پور (راجستھان)
۲۔ مکتبہ امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ (بہار)
۳۔ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (اتر پردیش)
۴۔ جامعہ کاشف العلوم، بڑی لین، جامع مسجد اورنگ آباد (مہاراشٹر)
۵۔ مولانا شمس الہدیٰ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی، آمیر، جے پور
۶۔ مدرسہ قاسم العلوم، رام پور کیشو، پھلکاہاں، شیوہر (بہار)
۷۔ مدرسہ دعوۃ الایمان، شیام نگر، راجپورہ، پٹیالہ (پنجاب)

باسمہ تعالیٰ

ابتدائیہ

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے۔اس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ، ہر موڑ، ہر منزل اور ہر مرحلہ پر بہترین رہنمائی کی ہے۔دور حاضر کے کئی اہم سلگتے ہوئے مسائل ہیں ان میں غربت ومعاشی بدحالی بھی ہے۔ہندوستان کے مسلمان بھی تعلیمی ومعاشی پسماندگی کے شکار ہیں۔وہ ترقی کی راہوں میں دیگر اقوام سے کافی بچھڑ چکے ہیں۔مختلف تنظیموں، اداروں، جماعتوں اور افراد کی جانب سے مسلمانوں میں بیداری لانے اور ان کی پسماندگی کی کوشش ہورہی ہیں۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی جامعہ معین الدین چشتی میں حضرت مولانا کلیم احمد صاحب صدیقی کی زیر سرپرستی سہ روزہ سیمینار کا انعقاد بھی ہے۔جامعہ کے ناظم مفتی محمد ہارون صاحب مظاہری اور مہتمم مولانا نواب عالم صاحب ندوی کی خصوصی دعوت پر ہماری بھی اس سیمینار میں شرکت ہوئی۔انہوں نے دعوت نامہ میں تحریر فرمایا۔

قرآن کریم کتابِ ہدایت ہے، یہ پوری انسانیت کے لئے منشور خداوندی ہے، انسانیت کی ترقی،خوش بختی اور اس کا عروج قرآن سے مکمل وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔عصر حاضر میں قرآن کریم کے اعجاز،اس کی عظمت،اس کے احکامات ومضامین کی معنویت اور اس کے نظام معاشرت کو زمانہ کے اسلوب میں واضح کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دینی حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے عصر حاضر کے چیلنجز کو قبول کرے اور کتاب الٰہی کے مفاہیم سے دنیا کو واقف کرائے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر محسن ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (

م ۶۲۷ھ) کے نام سے منسوب جامعہ معین الدین چشتی، اجمیر نے بتاریخ ۸۔۹۔۱۰/مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار ''عصر حاضر میں مطالعۂ قرآن ۔ مسائل وامکانات'' کے عنوان سے سہ روزہ قومی سیمینار اور ''قرآن کا پیغام انسانیت کے نام'' کے حوالہ سے اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے، تاکہ مطالعۂ قرآن کے جدید اسالیب ومناہج تلاش کئے جا سکیں اور کتاب الٰہی سے استفادہ کی نئی راہوں کا پتا لگایا جاسکے۔

لہذا آنجناب سے گذارش ہے کہ درج ذیل موضوع پر اپنے گراں قدر مقالہ کے ساتھ پروگرام میں تشریف لاکر اپنے علمی تجربات سے استفادہ کا موقع بخشیں اور ہم وابستگان جامعہ کو ممنون ومشکور فرمائیں۔

''موجودہ معاشی بحران اور قرآنی تعلیمات ایک تحقیقی مطالعہ''

ہمیں قوی امید ہے کہ آنجناب ہماری گذارش کو ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے اور ۲۵ فروری ۲۰۱۳ء تک اپنا مقالہ ہمیں عنایت فرمادیں گے تاکہ ہمیں سہولت ہو۔ خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

اس سیمینار کے مقالہ کے لئے مرکزی لائبریری جامعۃ الہدایہ اور ہدایت کلیکشن لائبریری جامعۃ الہدایہ جے پور سے استفادہ کیا۔ یہ مقالہ علمی حلقہ میں قدر وتحسین کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ مفتی ہارون صاحب نے بہت گرم جوشی سے مبارک بادپیش کی اور ہماری آمد پر شکریہ کے کلمات پیش کئے۔ جب مفتی صاحب نے بیاور اجمیر میں اپنی سرگرمیاں شروع کیں تو جامعۃ الہدایہ جے پور کی انتظامیہ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور مسلسل مالی مدد کی۔ مفتی صاحب مشورے اور مالی مدد کے لیے جامعۃ الہدایہ تشریف لاتے رہے۔ تو اسی زمانہ سے ہماری ان سے ملاقات وبات شروع ہوئی۔ اور گہرے تعلقات ہوگئے۔ مفتی صاحب

کی جہد مسلسل اور اخلاص کی وجہ سے کئی ادارے اجمیر و بیاور میں قائم ہو گئے ۔ جامعہ معین الدین چشتی مرکزی تعلیمی و دعوتی ادارہ ہے ۔ مفتی صاحب کے اخلاق ومحبت کی وجہ سے ہماری اس ادارہ میں بار بار آمد ہوئی۔ کبھی ثقافتی پروگرام میں تو کبھی سیمینار و کانفرنس میں شرکت ہوئی تو کبھی خود کے ایم اے اور ڈپلوما ان ماس کمیونیکیشن اینڈ جرنلزم کے امتحانات میں شرکت کے لئے اجمیر آمد و رفت ہوئی تو اکثر اسی ادارہ میں قیام کیا۔ جامعہ کی انتظامیہ نے خوب خیال رکھا۔ اور اساتذہ کرام خصوصیت سے مفتی محمد فیضان صاحب ندوی مظفر پوری، مولانا جمشید صاحب ندوی چمپارنی، مولانا سرفراز صاحب ندوی دربھنگوی، مفتی محمد صابر حسین ندوی شیوہری، قاری کامل صاحب سہارنپوری، منشی انیس صاحب سہارنپوری اور حافظ صلاح الدین اور طلبہ نے خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مجھے یہاں قیام میں اپنائیت کا احساس ہوتا۔ اللہ اس ادارہ کا فیض ہمیشہ جاری رکھے آمین۔

اجمیر کے سفر میں دارالقضاء کے قیام کی بھی کوششیں جاری رہیں ۔ مفتی ہارون صاحب سے دارالقضاء کے قیام میں دلچسپی کی وجہ سے کبھی میری گفتگو طویل بھی ہو جاتی الحمد للہ یہاں دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی اور حضرت مفتی عبید اللہ الاسعدی کی تشریف آوری ہوئی ۔ افتتاح دارالقضاء کے پروگرام میں شرکت کے بھی خصوصی دعوت نامہ آیا اور ان مہمانوں کے ساتھ جے پور سے اجمیر کا سفر ہوا۔ الحمد للہ اب تک جتنے بھی راجستھان میں دارالقضاء قائم ہوئے ان میں ہماری بے لوث کوشش کا بھی عمل دخل رہا۔ استاذ محترم حضرت قاضی القضاۃ مجاہد الاسلام صاحب قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی تا حیات دلی تمنا رہی کہ راجستھان کے اہم شہروں میں دارالقضاء کا قیام عمل میں آجائے ۔ ۱۹۹۶ء اور اس کے بعد جب بھی شرف

ملاقات ہوئی۔انہوں نے دارالقضاء کے قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کی ہدایت فرمائی ۔آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جے پور اجلاس ۱۹۹۳ء میں بورڈ کے تحت پورے ملک میں دارالقضاء کے قیام کی تجویز منظور ہوئی تھی۔الحمدللہ اب جے پور، اجمیر، ٹونک، میل کھیڑلا، بھرتپور اور گنگا پور سٹی میں دارالقضاء قائم ہو چکے ہیں البتہ دارالقضاء جودھپور، بورڈ کے ما تحت نہیں ہے۔راجستھان کے دیگر اضلاع میں دارالقضاء کے قیام کی کوشش جاری ہے۔

اجمیر سیمینار میں پیش کئے گئے مقالہ کو علمی طبقہ نے کتابی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا ہے۔لیکن دیگر علمی مشغولیات کی وجہ سے اس جانب توجہ نہ ہو سکی۔ پھر آل انڈیا امامس کونسل کے صوبائی صدر حافظ مرتضی جاوید صاحب، نیشنل جنرل سکریٹری مفتی حنیف احرار صاحب سوپولوی کے زیر اہتمام ۲۰ر اپریل ۲۰۱۹ء کو ایک سیمینار کا انعقاد ہوا۔اس سیمینار کے لیے مجھے دور حاضر میں معاشی طور پر مسلم معاشرہ کی خود کفالتی کے وسائل، موانع اور امکانات کے عنوان سے مقالہ لکھنے کی درخواست کی گئی۔اس سیمینار کے لئے اجمیر میں پیش کئے گئے مقالہ میں ترمیم واضافہ کیا گیا۔اس عنوان کے تحت قرآنی آیات واحادیث مبارکہ پر خصوصی توجہ دی گئی اور اصل مراجع سے رجوع کیا گیا۔ صفحے، باب اور حدیث نمبر کے اندراج کا مزید اہتمام کیا گیا۔اس سیمینار میں علماء کرام، عمائدین شہر اور مختلف تنظیموں کے نمائندے موجود تھے۔

سبھوں کی دعا تھی کہ اللہ مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی پسماندگی کو دور فرمائے۔رزق حلال کے ذرائع، تجارت، زراعت، ملازمت اور صنعت وحرفت کو اختیار کرنے اور گدا گری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اس تحریر کا افادہ عام فرما کر ذخیرۂ آخرت بنا دے ۔آمین،

حالیہ دنوں پورے عالم میں ایک مہلک بیماری کرونا پھیل رہی ہے۔جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور کتنے ہوسپیٹل میں ایڈمٹ ہیں۔اس مہلک بیماری کی وجہ سے حکومت ہند نے۲۲/مارچ کو لاک ڈاؤن فیصلہ کیا۔جامعۃ الہدایہ میں ۱۹/مارچ ۲۰۲۰ء کو تعطیل کر دی گئی۔حضرت مولانا محمد فضل الرحیم صاحب مجددی کی دور اندیشی اور بروقت فیصلہ سے طلبہ اپنے وطن لاک ڈاؤن سے پہلے پہنچ گئے۔آج ۱۳/اپریل ۲۰۲۰ء کو بھی پورے ملک میں لاک ڈاؤن ہے۔وسائل حمل ونقل ہی نہیں تمام سرگرمیاں موقوف ہیں۔حکومت ہند اور صوبائی حکومتوں کے حکم اور علماء وسر براہان کی ہدایات پر لوگ اپنے گھروں میں پناہ لے چکے ہیں۔انسان کو صرف اپنے وجود کی فکر ہے نہ زمین وجائداداور اثاثہ کی فکر اور نہ کاروبار و بینک بیلنس کی فکر،تمام اپنے ملک حقیقی کی طرف توجہ کیے بیٹھے ہیں۔عبادت،تلاوت قرآن،اذکار ووظائف اور اچھے کاموں میں مشغول ہیں۔جولوگ اپنے اہل وعیال کو وقت دے نہیں پر رہے تھے آج ان کے ساتھ وقت گذارنے پر مجبور ہیں۔اپنے پڑوس اور محلّہ کی فکر بھی کی جارہی ہے۔حکومت اور اصحاب خیر اور مختلف تنظیموں واداروں کی طرف سے ضرورتمندوں تک ضروریات زندگی پہنچانے کی کوشش جاری ہے۔حالات سے مجبور ہو کر لوگ میلوں سفر کرنے پر بھی مجبور ہیں۔حالانکہ لوگوں کو اپنے اپنے مقامات پر رہنے کا پابند کیا جارہا ہے۔

بہت سے لوگ بیماریوں میں مبتلا ہیں تو بہت سے فقر وفاقہ اور تنگ حالی کے شکار ہیں۔ہم بھی نئے نئے تجربات ومشاہدات سے گذر رہے ہیں۔ہندوستان ہی نہیں اکثر ممالک میں لاک ڈاؤن ہے۔مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت واعمال سے امت مسلمہ محروم ہے۔دنیا اقتصادی بحران کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔کئی

مسائل وحالات درپیش ہیں ۔کہا جارہا ہے کہ جتنے لوگ کرونا جیسی مہلک بیماری سے نہیں مریں گے اس سے کئی گنا زیادہ لوگ بھوک ، بے روزگاری اور ٹینشن سے مرجائیں گے ۔ الیکٹرونک میڈیا ، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا میں متضاد وغیر مصدقہ خبریں ، تجزیے اور مضامین آرہے ہیں ۔اور فرضی خبریں بھی نشر کی جارہی ہیں اور ملک کے امن ویکجہتی کو ختم کرنے کی مسلسل کوششیں ہورہی ہیں ۔آج حکومت ہند نے ۳؍مئی تک لوک ڈاؤن میں توسیع کا فیصلہ کیا ہے ۔قیاس آرائی ہورہی ہے کہ جون تک یہی حالات رہیں گے ۔لیکن ان حالات میں دنیا میں کچھ تبدیلیاں ہوچکی ہیں ۔مثلاً

☆ آسمان کا رنگ بدل چکا ہے ۔اور سورج زیادہ چمکدار ہوگیا ہے ۔

☆ دھوپ زیادہ روشن ہوگئی ہے ۔کیونکہ آسمان پر آلودگی ختم ہوگئی ۔موٹر گاڑیاں ، ہوائی جہاز ، ٹرینیں ، فیکٹریاں بند ہونے سے فضا صاف شفاف ہوگئی ہے ۔

☆ ہوا خالص ہوگئی ہے ۔جس کی وجہ سے درخت کے پھول و پتے زیادہ تندرست اور تازہ لگ رہے ہیں ۔

☆ شور کم ہونے سے ایک سکون اور امن کا ماحول ہے ۔لوگوں کی بھاگ دوڑ ختم ہونے کی وجہ سے ایک سکون اور اطمینان سا ہے ۔

☆ انسان خالص ہوتے جارہے ہیں ۔انسان کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ سکون سے زندگی بسر کرنے کے لیے کتنی کم ضرورتیں ہیں ۔انسانی سوچ میں مثبت تبدیلی آئی ہے ۔ضروریات کو کم کردیں تو حقیقت میں زندگی خوشگوار اور خوبصورت ہوجائے گی ۔

☆ ایک انجانے خوف نے دنیا کے جلوؤں اور رنگینیوں سے متنفر سا کردیا ہے ۔

☆ معاشرتی تنہائی کی وجہ سے لوگ اپنے قریبی رشتوں کو بہت یاد کرنے لگے ہیں ۔

ان کے قرب کے لیے تڑپ سی پیدا ہو گئی ہے۔

☆ ہر شخص صاف رہنے کو کوشش کر رہا ہے۔بار بار چہرہ دھونے کی وجہ سے چہرے پر ایک عجیب سی نرمی اور تازگی آ گئی ہے۔

☆ کام کاج بند ہونے سے گھر کے افراد ایک دوسرے کو وقت دینے لگے ہیں۔ہوٹل کے بجائے گھر کا کھانا کھا رہے ہیں۔

☆ موت کے خوف نے انسانوں کو خدا کے قریب کر دیا ہے۔

☆ لوگوں میں صفائی ستھرائی کا شعور پیدا ہو گیا ہے۔

☆ عورتیں چاہے ماسک کی وجہ سے ہی سہی لیکن گھر سے نکلتے ہوئے چہرے چھپانے لگی ہیں۔

☆ ایک دوسرے کو چھونا تو دور کی بات بلکہ ایک دوسرے کے قریب کھڑے نہیں ہو تے۔یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلہ سے ملا کرو کے مصداق ایک دوسرے سے دور ہو چکے ہیں۔

☆ ماسک لگانے کی وجہ سے چہرے کے بناؤ سنگھار میں کمی آ گئی ہے۔جس سے سادگی کا احساس ہوتا ہے۔

☆ ہندوستان میں ہر چار منٹ پر ایک شخص کی سڑک حادثہ میں موت ہو جاتی تھی ۔سڑکوں پر گاڑیوں کی کمی کی وجہ سے کوئی حادثہ نہیں ہو رہا ہے۔

☆ مختصر لباس پہننے والیاں مکمل لباس پہننے لگی ہیں۔

☆ لوگوں میں ایثار کے جذبات ابھر آئے ہیں۔حکومت،اصحاب خیر اور مختلف تنظیموں واداروں کی جانب سے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کی جاری ہیں۔

حالانکہ جنگی پیمانے پر لوگوں کو امداد پہنچانے کی ضرورت ہے۔

☆ کرونا وائرس کے فوائد بتائج وثمرات اور کارنامے کے عنوان سے عرب اسکالر مستشار عدلی حسین لکھتے ہیں۔

☆ اس نے پوری دنیا میں تمام عیش وطرب کے مراکز بند کردیئے، سنیما گھر، نائٹ کلب، رقص گاہیں، شراب خانے، جوا خانے اور جنسی بے راہ روی کے مراکز بلکہ سود کی شرح بھی کم کردی۔ لوگوں کے بہت سے غیر ضروری اخراجات رک گئے ہیں۔

☆ اس نے خاندانوں کو ایک طویل جدائی کے بعد ان کے گھروں میں دوبارہ اکٹھا کیا۔

☆ اس نے غیر مرد اور غیر عورت کو ایک دوسرے سے بھی روکا۔

☆ اس نے عالمی ادارہ صحت کو اس بات کے اعتراف پر مجبور کیا کہ شراب پینا تباہی ہے۔ لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

☆ اس نے صحت کے تمام اداروں کو یہ بات کہنے پر مجبور کیا کہ درندے، شکاری، پرندے، خون، مردار اور مریض جانور صحت کے لئے تباہ کن ہیں۔

☆ اس نے انسان کو سکھایا کہ چھینکنے کا طریقہ کیا ہے۔ صفائی کس طرح کی جاتی ہے۔ جو ہمیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتایا تھا۔

☆ اس نے فوجی بجٹ کا ایک تہائی حصہ صحت کی طرف منتقل کیا ہے۔

☆ اس نے دونوں جنسوں کے اختلاط کو مذموم قرار دیا ہے۔

☆ اس نے دنیا کے بعض بڑے ممالک کے حکمرانوں کو بتادیا کہ لوگوں کو گھروں میں

پابند کرنے، جبری بٹھانے اوران کی آزادی چھین لینے کا معنی کیا ہوتا ہے۔

☆ اس نے لوگوں کو دعا مانگنے، گریہ زاری کرنے اور استغفار کرنے پر مجبور کیا اور منکرات اور گناہ چھوڑنے پر آمادہ کیا۔

☆ اس نے متکبرین کے کبروغرور کا سر پھوڑ دیا اور انہیں عام انسانوں کی طرح لباس پہنایا۔

☆ اس نے دنیا میں کارخانوں کی زہریلی گیس اور دیگر آلودگیوں کو کم کرنے کی طرف متوجہ کیا جن آلودگیوں نے باغات، جنگلات، دریا اور سمندروں کو گندہ کیا ہے۔

☆ اس نے ٹیکنالوجی کو رب ماننے والوں کو دوبارہ حقیقی رب کی طرف متوجہ کیا۔

☆ اس نے حکمرانوں کو جیلوں اور قیدیوں کی حالت ٹھیک کرنے پر آمادہ کیا۔

☆ سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو اپنے مالک حقیقی کی طرف متوجہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کرونا اور تمام مہلک بیماریوں سے پوری انسانیت کو محفوظ رکھے۔ اور مسلمانوں کی جان و مال عزت وآبرو کی حفاظت فرما کر تعلیمی ومعاشی پسماندگی سے نجات عطا فرمائے۔

لاک ڈاؤن ختم ہونے کے بعد پوری دنیا میں خصوصیت سے برصغیر ہندوپاک میں لوگ معاشی مسائل سے دوچار ہوں گے۔ حمل ونقل کی سہولت بحال ہوگی۔ تعلیمی ادارے میں داخلے ہوں گے اور نیا سیشن شروع ہوگا۔ کل کارخانے اور تجارتی مراکز اور دکانیں کھل جائیں گی۔ دنیا کا نظام معمول پر آجائے گا تب لوگ نئے تجربات سے گذریں گے اور معاشی بدحالی وپسماندگی سے دوچار ہوں گے۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ

تجارت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔کم سرمایہ سے اپنا کام شروع کریں۔اپنے بچوں کو جدید تجارتی نظام کے ساتھ اسلامی تجارتی اصول وضابطے سے بھی آراستہ کریں۔ اور حسن اخلاق اور اچھے کردار سے بھی آراستہ کریں۔اسلام میں تجارت کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔اور جن قوموں نے تجارت کو اپنایا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

جو لوگ کاشتکار ہیں ان کو بھی چاہئے کہ زراعت کے اسلامی اصول وضابطے علماء کرام سے سمجھیں اور اس موضوع کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور زراعت کے سلسلے میں جونئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں ان سے بھی استفادہ کریں۔اور اپنے بچوں کو بھی زراعت کے سلسلے میں جو جدید کورسیز تعلیم گاہوں میں کرائے جارہے ہیں ان میں داخلہ دلائیں۔

صنعت وحرفت نے دنیا کو ترقیات سے ہمکنار کیا ہے۔انسانی سہولیات ووسائل میں اضافہ صنعت وحرفت سے ہی ممکن ہوسکا ہے۔فضاؤں میں اڑنے والے سواری ومال بردار جہاز اور دشمنوں کے ٹھکانے پر حملہ کرنے والے فائٹر جہاز،سمندر کے سینوں کو چیرتے ہوئے سواری ومال بردار جہاز،بل کھاتی تیز دوڑتی ٹرینیں،تیز رفتار بسیں اور کار،فلک بوس عمارتیں،تمام کل کارخانے،آلات اور جدید مصنوعات وایجادات صنعت وحرفت کی دین ہیں۔مسلمان اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرنے اور پوری انسانیت کو فیضاب کرنے اور دنیا کی قیادت وسیادت کا فریضہ انجام دینے کے آرزومند ہیں تو صنعت وحرفت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔یورپ نے دنیا میں برتری حاصل کی تو پہلے انہوں نے مسلمان اساتذہ سے علم حاصل کیا اور ان کے علوم وتحقیقات سے مستفید ہوئے کیونکہ جدید سائنس وٹکنالوجی کے بانی وسرپرست مسلمان تھے۔ڈاکٹر ایم نسیم اعظمی نے اس حقیقت کی سچی ترجمانی کی ہے۔

اسلام کی آزادانہ اور وسیع پالیسی نے مسلمانوں کو تعلیم کے تمام شعبوں میں بام

عروج تک پہنچا دیا تھا۔ علم طب، علم ریاضی، علم فلکیات، علم کیمیا، علم طبعیات، علم حیوانات، علم بنا تات، علم ہیئت، علم نجوم اور تعمیرات میں مسلمانوں کا کوئی مد مقابل نہیں رہ گیا تھا۔ اور آج بھی ساری علمی دنیا غزالی، البیرونی، زہراوی، جابر بن حیان، محمد ادریسی، خوارزمی، عمر خیام، ابن رشد، ابن فارابی، بوعلی سینا، قزوینی جیسے بے شمار مسلم سائنس دانوں اور ماہرین کی مرہون منت ہے کیونکہ مذکورہ علماءِ فن اور ماہرین علوم کی نادر نایاب کتابیں آج بھی عصری علوم وفنون اور ٹکنالوجی میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

شیخ بوعلی ابن سینا اپنے دور کے مشہور طبیب وحکیم تھے۔ اور جدید میڈیکل سائنس کے اصل بابائے آدم تھے۔ ابوالقاسم زہراوی طب و جراحت کے ماہر اور پہلے ایسے سرجن تھے جنہوں نے آپریشن میں استعمال ہونے والے دوسو سے زائد آلات ایجاد کئے۔ آپریشن کے موضوع پر اپنی مشہور زمانہ کتاب ''التصریف'' تصنیف کی جو صدیوں تک یورپ کے میڈیکل کے نصاب میں داخل رہی اور جس کی بدولت اہل یورپ نے سرجری میں نمایاں ترقی حاصل کی۔ جابر بن حیان علم کیمیا (Chemistry) میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی تحقیق وتصنیف سے علم کیمیا کو خاص وسعت وترقی نصیب ہوئی۔ محمد موسیٰ خوارزمی الجبرا کا موجد تھا۔ جو علم ریاضی کی اہم شاخ ہے۔ الجبرا اور اس کے اصول وقواعد سے تمام جدید علوم کے فروغ وارتقاء میں کافی مدد ملی ۔ ابن فارابی اور عمر خیام نے علم ریاضی (Mathematics) کو بام عروج تک پہنچا دیا اور ایسے نئے نئے فارمولے ایجاد کئے جو آج بھی رائج ہیں ۔ ابن یونس نے فلکیات (Astronomy) میں اپنی قابلیت و کمالات کا مظاہرہ کیا اور علم فلکیات کی ترویج وترقی میں انقلاب آفریں کارنامہ انجام دیا۔ ابو ریحان البیرونی نے علم جغرافیہ (Geography) علم آثار قدیمہ

(Archeology) اور سیاحت میں نمایاں کارنامے انجام دیئے اور اپنی کتاب ''الہند'' کے ذریعہ ہندوستان کا نئے انداز سے عالمی پیمانے پر تعارف کرایا۔ قزوینی نے علم ارضیات (Geology) ابن بیطار نے نباتات (Botany) محمد موسیٰ دبیری نے حیوانات (Zoology) محمد علی مسکویہ نے علم نفسیات (Psychology) اور عمرانیات (Sociology) میں ایسے اہم تحقیقی اور توسیعی کارنامہ انجام دیئے کہ دنیا آج تک حیرت زدہ ہے یہ چند مثالیں ہیں۔ (تعلیم اور تعلیمی افکار۔۲۷۲۔۲۶۳۔۲۶۲)

مسلمان اپنی اولاد اور امت مسلمہ کے نونہالوں کو بقدر ضرورت دینی تعلیمات کے ساتھ سائنس وٹکنالوجی اور جدید علوم وفنون میں آگے لائیں، پوری ملت اسلامیہ سائنس وجدید علوم کے حصول کے لئے توانائی اور سرمایہ خرچ کریں اور تعلیمی، صنعتی اور رفاہی ادارے بھی قائم کریں۔

ملازمت بھی حلال روزی کمانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ سرکاری ملازمتیں یا پرائیویٹ ہمیں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دینا چاہئے۔ ہمیں ایسی ملازمتوں سے سبکدوش ہو جانا چاہئے جو ہمیں حرام کاموں میں ملوث کر دے یا جس سے انسانیت کو نقصان پہنچے۔

اعلی عہدے ومنصب کے لیے اعلی تعلیم وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرکاری عہدے ومنصب ہو یا ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملازمتیں ہوں ان کے لیے معیاری کورسیز لازمی ہیں۔ دسویں اور بارہویں کے بعد کئی اہم کورسیز ہیں۔ انٹرمیڈیٹ ووکیشنل کورسیز جیسے کمپیوٹر سائنس، زراعت، روڈ بلڈنگ اور وٹرنری وغیرہ۔ انٹرمیڈیٹ ووکیشنل کورسیز کافی اہمیت کے حاصل ہوتے ہیں۔

مرکزی حکومت کے زیر انتظام سینٹرل ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ (CTI) میں مختلف فنی کورسوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہے جو قلیل مدتی ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کے حصول میں انتہائی مفید وکارآمد ہوتے ہیں۔

پیرامیڈیکل کورسیز، انجینئرنگ، آرکٹیکچر اور فارمیسی کے ڈگری کورسیز، اہم ٹیکنیکل کورسیز جیسے کمپیوٹر سائنس، لیدر ٹکنالوجی، ایلائڈ، جیولوجی، فارسٹی ایگری کلچر، ڈیری ٹکنالوجی، مرچنٹ، نیشنل ڈیفینس اکادمی، انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائننگ، بزنس اسٹڈیز میں بھی تعلیم وتربیت حاصل کر کے اپنی پسند کے پیشے اور روزگار کو بطور کیرئر اپنایا جا سکتا ہے۔ کمپیوٹر اکائنٹنسی، بک کیپنگ، قانون، مینجمنٹ وغیرہ کے ڈپلوما اور ڈگری کورسیز کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح جرنلزم، لائبریری سائنس، آثار قدیمہ، قانون اور فائن آرٹس وغیرہ کے کورسیز اہم ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی، وکالت، مینجمنٹ، جیم اینڈ جیولری، ٹریول اینڈ ٹورزم، کمپنی سکریٹری کورس، چارٹرڈ اکاؤنٹ، نیشنل ڈیفنس، پیراملٹری کورسیز اسی طرح ایئرفورس، ریلوے ملازمت، ٹائپسٹ، کمپوزر، اسٹینوگرافر، کی تعلیم، پرنٹنگ ٹکنالوجی، سول سروسیز، درس وتدریس ریپیگرافسٹ (قدیم سکوں کی معلومات) نیومسمیٹسٹ (قدیم دستاویز کا مطالعہ) آرکاویسٹ (قدیم مسودات کی تلاش کرنا اور انہیں محفوظ رکھنا) فورینسک سائنس (Forensic Sceince) کی تعلیم جو عدالتی معاملات میں جدید جانکاری دیتی ہے۔ ایئرونائیکل انجینئرنگ (Aeronautical Engg) ڈگری کورس، ڈپلوما کورس، سرٹی فیکیٹ کورس کر کے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ انجینئرنگ ایک بہت ہی وسیع اور مختلف شاخوں میں منقسم تعلیم کا نام ہے۔ جس میں

(۱) سول انجینئر نگ(Civil Engg)

(۲) الیکٹریکل انجینئر نگ(Electrical Engg)

(۳) آٹوموبائل انجینئر نگ(Automobile Engg)

(۴) بایومیڈیکل انجینئر نگ(Bio Medical Engg)

(۵) زراعتی انجینئر نگ(Agriculture Engg)

(۶) سیرامک انجینئر نگ(Ceramic Engg)

(۷) ٹکنالوجی انجینئر نگ(Technology Engg)

(۸) صنعتی انجینئر نگ(Industrial Engg)

(۹) بحری انجینئر نگ(Marine Engg)

(۱۰) الکٹرانک اینڈ ٹیلی کمیونکیشن انجینئر نگ(Electronic & Telecommunication Engg)

(۱۱) الکٹرانک اور مواصلاتی ماحولیاتی انجینئر نگ(Environ mental Engg)

(۱۲) طیراتی انجینئر نگ(Piloting Engg)

(۱۳) ٹیکسٹائل انجینئر نگ(Textile Engg)

اور مٹلر جی کان کنی، پٹرولیم، لیدر ٹکنالوجی اور کمپیوٹر سائنس انجینئر نگ وغیرہ کی تعلیم وتربیت پاکر اپنا مستقبل بہتر بنا سکتے ہیں۔سول انجینئر نگ کی کئی شاخیں ہیں ان میں اہم حسب ذیل ہیں۔

(۱)ا سٹرکچرل انجینئر نگ

(۲) کنسٹرکشن انجینئرنگ

(۳) ماحولیاتی انجینئرنگ

(۴) جیوٹیکل انجینئرنگ

(۵) ٹرانسپورٹیشن انجینئرنگ

(۶) مینجمنٹ/ وائرریسورسیز انجینئرنگ

بایوانفارمیٹکس (Bio Informatics) ایک نوخیز تکنیکی تعلیم ہے جو دراصل بایوٹیکنالوجی کا بالکل نیا ابھرتا ہوا شعبہ ہے

ملٹی میڈیا کورسیز اور پیرا میڈیکل کورسیز عمرانیات (Sociology) کی تعلیم وغیرہ ہمیں سربلندی کرسکتی ہے اور ہمارے خاندان، معاشرہ، ملت اسلامیہ کے لیے کامرانی وسربلندی کی بات ہوگی۔

میڈیکل کی تعلیم خصوصیت سے ایم بی بی ایس۔ ایم ڈی، ہومیوپیتھی اور طب یونانی کی جانب توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ طب یونانی کے دو اہم کورس ہیں۔

(۱) بیچلرآف یونانی میڈیسن اینڈ سرجری (M.U.M.S) مدت تعلیم چار سال

(۲) ڈاکٹرآف میڈیسن (M.D) کورس کی مدت تین سال

ایک زمانہ تھا کہ طب یونانی میں علماء بکثرت تھے۔ موجودہ دور میں مدارس کے طلبہ کو اس جانب توجہ دینا چاہئے۔ اور اس طب کے ذریعہ پوری انسانیت کو فیضیاب کرنا چاہئے۔

درس وتدریس کا فریضہ بھی بہت اہم ہے۔ ڈی ایڈ۔ اور بی ایڈ اور پی ایچ ڈی کے بعد سرکاری وپرائیویٹ تعلیم گاہوں میں بہتر وباعزت ملازمت حاصل ہوسکتی ہے۔ ایک ٹیچر، لکچرر،

پروفیسر بن کر علوم وفنون کے فروغ واشاعت میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں اس کے ساتھ ہی پر سکون وآرام دہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ملازمت کی بہت سی راہیں ہیں ان میں جیسی تعلیم وتربیت ہوتی ہے ویسی ہی ترقی کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ دنیا کا نظام ملازمین اور مزدوروں کے ذریعہ قائم ہے اس لیے مرکزی وصوبائی حکومتوں کی جانب سے ملازمین اور مزدوروں کے لیے کئی طرح کے کورس رائج ہیں۔ (ملک میں رائج کورسیز کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ تعلیمی جہات ڈاکٹر ایم نسیم اعظمی مطبوعہ مکتبہ الفہیم صدر چوک مئوناتھ بھنجن اتر پردیش۔ کل صفحات 334، سن اشاعت 2006)

الغرض تجارت، زراعت، صنعت وحرفت، ملازمت اور انسانی زندگی تمام شعبوں اور میدانوں میں بہتری اور کامیابی وسربلندی کے لیے تعلیم وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حلال کمائی کے ذرائع اپنی پسند وصلاحیت کے مطابق اختیار کرنا چاہئے۔ حلال روزی حاصل کرنے میں شرم وحیا اور ضد وتکبر کو ترک کر دینا چاہئے اور بھیک مانگنے اور دوسرے کی محتاجگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اسلام نے علم حاصل کرنے، اس کو سکھانے اور اس کی نشر واشاعت پر خصوصی توجہ دی ہے۔ علم حاصل کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے انسان کو قبر میں جانے تک علم سیکھتے اور سکھاتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ھدایت ورہبری کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ سب سے آخر میں سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی ''اقرأ باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربک الاکرم'' نازل ہوئی۔

اس پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا تا کہ امت مسلمہ علم حاصل کر کے دنیا کی قیادت وسر براہی کرے اور حق و باطل اور حلال وحرام کی تمیز کر سکے اور دنیا کو جہالت وگمراہی سے نکال کر علم وآگہی سے آراستہ کر سکے۔ حکومت، عہدہ ومنصب، دولت وثروت، قیادت وسیادت اور خزانے ومعدنیات پر آج وہی لوگ قابض ہیں جو علم میں سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ پہلی وحی میں ہی یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ آنے والا زمانہ علم کا ہوگا۔ اسلاف امت نے علم کی طرف توجہ دی تو کامیابی وسر بلندی سے ہمکنار ہوئے اور دنیا کی قیادت وسر براہی کی اور زندگی کے تمام میدانوں میں قائدانہ رول ادا کیا۔ انہی سے یورپ نے علم حاصل کر کے آج وہ مقام حاصل کر لیا کہ دنیا کی قیادت ان کے ہاتھ میں ہے۔

آخر ہم ان کے شکر یہ گذار ہیں جنہوں نے اس کتابچے کی ترتیب، کمپوزنگ اور طباعت واشاعت کے کسی بھی مرحلے میں ہماری مدد فرمائی۔ اللہ اس کا افادہ عام وتام فرمائے آمین۔

محمد شمشاد ندوی
جامعۃ الہدایہ، جے پور
۱۴/اپریل ۲۰۲۰ء

دور حاضر میں معاشی طور پر مسلم معاشرہ کی خود کفالتی کے وسائل، موانع اور امکانات

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے۔اس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ، ہر موڑ، ہر منزل اور ہر مرحلہ پر بہترین رہنمائی کی ہے۔انسان کے تمام مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے۔دور حاضر کے کئی اہم سلگتے ہوئے مسائل ہیں ان میں غربت و معاشی بدحالی بھی ہے۔ خصوصیت سے مسلم معاشرہ کی غربت و معاشی بدحالی سنگین مسئلہ ہے۔اس سے نکلنے اور خود کفیل بننے کے وسائل کیا ہیں۔موانع کیا ہیں اور مستقبل میں معاشی خوشحالی کے امکانات کیا ہیں؟ ان سب کے سلسلے میں اسلام میں بہترین رہنمائی موجود ہے۔تمام انسانوں کی کامیابی ونجات اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے۔اور امت مسلمہ کی دونوں جہاں کی کامیابی اسلام پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا معاشی بحران کا شکار ہے۔حکومتوں کی غلط پالیسیوں اور منصوبہ بندیوں کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔اور عوام کی بڑی تعداد خط افلاس کے نیچے زندگی گذار رہی ہے۔اور ان کی غربت و معاشی بدحالی میں آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔امت مسلمہ کی بھی بڑی آبادی خط افلاس سے نیچے زندگی گذار رہی ہے۔جبکہ اسلام کا اقتصادی نظام سب سے بہتر نظام ہے۔ قرآن کریم احادیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا اقتصادی و معاشی نظام نہ صرف امت مسلمہ کو بلکہ پوری دنیا کو معاشی طور پر خود کفیل بنا سکتا ہے اور دنیا معاشی بحران سے باہر آ سکتی ہے اور امت مسلمہ ہی نہیں دنیا کا

ہر فرد معاشی طور پر خود کفیل ہوسکتا ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ حکومتیں اسلام کے اقتصادی ومعاشی نظام کو نافذ کریں اور عوام الناس اس نظام کو پورے شرح صدر کے ساتھ قبول کر یں۔اسلام قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے آیا ہے۔دور حاضر کے مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے۔معاشی طور پر مسلم معاشرہ کی خود کفایتی کے وسائل کیا ہیں ان پر اختصار کے ساتھ اگلے صفحات میں روشنی ڈالوں گا۔ ہمارے ملک ہندوستان کی آبادی ایک ارب تیس کروڑ ہے جس میں مسلمانوں کی آبادی بیس کروڑ سے زائد ہے۔ انڈونیشیا کے بعد سب سے بڑی مسلم آبادی ہندوستان میں آباد ہے۔اس ہندوستان کو دولت وسرمایہ کی غیر منصفانہ تقسیم نے انسانوں کو تباہی کے دہانے پر پہونچا دیا ہے ہمارے ملک ہندوستان ہی میں ستر ۷۰ فیصد دولت چند ہاتھوں میں آگئی ہے(۱)۔دس فیصد ہندوستانی شہری کے پاس ۷۷ فیصد دولت جمع ہوگئی ہے۔ ہندوستان میں ۲۰۱۷ء میں کمائی جانے والی ۷۳ فیصد دولت صرف ایک فصید امیروں کے پاس گئی جبکہ ۶۷ فیصد ملین ہندوستانی جو کل آبادی میں آدھی آبادی ہیں وہ خط افلاس سے نیچے ہیں۔ان کی آمدنی میں صرف ایک فیصد کی بڑھوتری ہوئی۔(Oxfam org)

دولت وسرمایہ اور حکومتی نظام پر خود غرض ومفاد پرست افراد کے تسلط کے وجہ سے عام لوگ بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہوتے جارہے ہیں۔روز افزوں مہنگائی نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔حکومتی پالیسی ،رشوت وگھوٹالے،خود غرضی ومفاد پرستی ،غیر منصفانہ فیصلے اور سودی نظام سے ملک وقوم کی کس طرح سے معاشی حالت تباہ ہوتی ہے اس کا اندازہ اس رپورٹ سے ہوتا ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں رہنے والے ہر شخص پر تقریباً سوا مریکی ڈالر (یعنی

پانچ ہزار روپے) غیر ملکی قرض ہے حکومت نے ۲۰۰۲ کے دوران ۴۳۲۰ کروڑ روپیہ سود ادا کیا ہے اور ہندوستان پر ۹۸ ارب غیر ملکی قرض ہے ۔(۲)

۲۰۱۸ء کی معاشی رپورٹ کے مطابق ہندوستان پر کل باہری قرضہ ۵۳۰ بلین ڈالر ہے، جو ۲۰۱۹ء میں بڑھ کر ۵۴۳ بلین ڈالر ہو گیا اس کے مطابق ۲۰۱۸ء میں ہر شہری پر ۳۶۷،۱ / ڈالر قرض ہے ۔(National Indian Debt 2018.Economic (Times

غذا انسان کے وجود کے لیے ضروری ہے ۔ غلہ کی پیداوار امیں اضافے کرنے اور بآسانی انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ اور پوری دنیا کے انسانوں کو آپسی ہمدردی و غمخواری اور اخلاق ومحبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غلہ کی ذخیرہ اندوزی ودام بڑھانے سے باز آنا چاہئے لیکن آج جو صورت حال ہے اس سے ہر کوئی واقف ہے عام انسانوں کی بے بسی اور غربت ولا چارگی دیکھ کر کلیجہ منھ کو آتا ہے ۔

گرانی بدستور قائم رہے اس کی خاطر غلوں کو سمندر کے حوالے کر دیا جاتا ہے ۔ یا گوداموں میں سڑنے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے لیکن خط غربت کے نیچے زندگی گذارنے والوں کی بے بسی ومحتاجی ان میں ہمدردی ومحبت پیدا نہیں کر پاتی ۔ انسانوں کی زبوں حالی و بے کسی پر حکومتیں اور عالمی تنظیمیں کہتی ہیں کہ انسانوں کی آبادی جس طرح بڑھ رہی ہے قلت خوراک کا سامنا کرنا ہی پڑے گا ۔ اس لئے آبادی کو کنٹرول کرنا چاہئے جب کہ خالق کائنات فرماتا ہے **وما من دابّة فی الارض الا علی الله رزقها** (سورہ ھود:٦) رزق کی ضمانت اللہ تعالی نے لی ہے تو خوراک کی کبھی کمی نہیں ہوگی ۔ لیکن اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے والے ہمیشہ انسانوں کو مشکلات میں ڈالنے کی تدبیریں کرتے

رہتے ہیں ۔ اور عام انسانوں کی خوراک وسہولیات کی فکر نہ کر کے اپنے مفاد اور عیش وعشرت میں مبتلا رہتے ہیں ۔اس رپورٹ کو بغور پڑھئے ۔

دنیا بھر میں پیدا ہونے والی کل خوراک کا نصف حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق سالانہ دو ارب ٹن بنتی ہے ۔ اقوام متحدہ کی تنظیم برائے خوراک وزراعت کے گذشتہ برس کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا میں اس وقت بھی ہر آٹھ میں سے ایک فرد ایسا ہے جس کو خوراک تک رسائی حاصل نہیں ہوتی یا اسے غیر صحت مند خوراک میسر ہے ۔ ان اعداد وشمار کے مطابق عالمی سطح پر 868 ملین افراد اس وقت دنیا میں موجود ہیں جن کی مناسب خوراک تک رسائی نہیں ہے ۔گلوبل فوڈ ، ویسٹ ناٹ ، وانٹ ناٹ ، نامی حالیہ رپورٹ کے مطابق ہر سال دنیا بھر میں چار بلین خوراک پیدا ہوتی ہے لیکن اس میں ۳۰ سے ۵۰ فیصد تک استعمال ہی نہیں ہوتی ۔۔۔ رپورٹ کے مطابق یورپ اور امریکہ میں اس خوراک کا قریب نصف حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے جو لوگ استعمال کے لئے خریدتے ہیں ۔ انسٹی ٹیوٹ ٹیوشن آف میکینیکل انجینئرنگ کے شعبۂ توانائی اور ماحولیات کے سربراہ ڈاکٹر ٹم فوکس کے مطابق دنیا بھر میں جس قدر خوراک ضائع ہوتی ہے وہ حیرت انگیز ہے ۔ یہی خوراک دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی اور ان لوگوں کی غذائی ضروریات پوری کر سکتی ہے جو آج بھوک کے شکار ہیں ۔(۳)

غربت کی زندگی گذارنے والوں کے دلوں میں ڈھیرے ڈھیرے نفرت وغصہ کی ایسی آگ بھڑکتی رہتی ہے جو کبھی روس کی سرزمین کو لالہ زار کر دیتی ہے تو کبھی بنگال ماؤ نوازوں کی سرزمین بن جاتی ہے ۔قتل وخونریزی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ۔

ہندوستان کی کئی ریاستیں ماؤ نوازوں کی گرفت میں ہیں۔ دنیا کے طاقتور ملک امریکہ کی معیشت تباہی کے دہانے پر ہے پوری دنیا کساد بازاری کی شکار ہے۔

بڑھتی مہنگائی نے عام انسانوں کی کمر توڑ دی ہے۔غربت کی زندگی گذارنے والے ہی نہیں متوسط طبقہ بھی پریشان حال ہے۔ عام ضروریات کی چیزیں دودھ، شکر، سبزی، دال وغیرہ کی قیمتیں آسمان کو چھورہی ہیں۔ عام ضروریات کی چیزیں لوگوں کی دسترس سے باہر ہوتی جارہی ہیں۔غربت و بے روزگاری عام ہے۔ عالمی کساد بازاری کی وجہ سے روزگار کے مواقع کم سے کم ہوتے جارہے ہیں بلکہ برسر روزگار کی ملازمتیں ختم کی جارہی ہیں، شیئر مارکیٹ میں عام لوگوں کی دولتیں ڈوب گئیں، ہزاروں بینک دیوالیہ ہوگئے۔ ہزاروں فیکٹریاں بند کردی گئیں یا ملازمین کی تعداد کم کردی گئی، غربت و بے روزگاری کی زندگی گذاررہے ساٹھ فیصد عوام کے لیے مہنگائی زبردست چیلنج ہے۔ عام لوگ موت وزیست کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں، سودی کاروبار عروج پر ہے۔انسانی ہمدردی کے بجائے دوسروں کی مدد کرکے اصل رقم کے ساتھ سود وصول کرنے کا عمومی رجحان بڑھتا جارہا ہے کتنے مقروض قرض کی ادائیگی کی سکت نہ رکھنے پر موت کو گلے لگا لیتے ہیں ہزاروں بن بیاہی لڑکیاں شادی کی عمر کو عبور کرچکی ہیں۔ادھر سربراہان حکومت اور سرکاری عہدے داران اسراف وفضول خرچی، رشوت وگھوٹالے کے عادی ہوچکے ہیں۔ دفاعی بجٹ میں ہرسال اضافہ کیا جاتا ہے۔ اندرونی دشمن اور بیرونی دشمن کے خوف کی خاطر اسلحوں کے نئے نئے سودے کئے جارہے ہیں لیکن جن عوام کی حفاظت وبقا کے لئے کروڑوں روپے پانی کی طرح بہائے جارہے ہیں۔ وہ خود دانے دانے کو ترس رہے ہیں۔ عام ضروری چیزوں سے لوگ محروم ہوتے جارہے

ہیں۔ دنیا کے تمام مسائل ومشکلات کا حل اسلام میں موجود ہے، ان حالات میں اسلام کے معاشی نظام کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ نظام نافذ نہیں ہوگا دنیا تعلیمی، سماجی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی پسماندگی کا شکار رہے گی۔ اسلام کے معاشی نظام کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں البتہ چند اہم نکات پر سرسری نگاہ سے اس کی اہمیت وافادیت واضح ہوجائے گی۔ اگر مسلم معاشرہ معاشی طور پر خودکفیل ہونا چاہتا ہے تو اس کو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اسلام نے معاشی خودکفالتی کے وسائل کی نشاندہی کر دی ہے جو بھی ملک اور قوم اس پر عمل کرے گی اس کا خودکفیل ہونا یقینی ہے۔

کسب حلال:۔ اسلام میں معاشی نظام کی ایک خصوصیت کسب حلال ہے۔

اسلام حلال طریقے سے کمانے اور اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے لیکن مال ودولت حاصل کرنے کے اصول وقواعد متعین کرتا ہے اور مصارف کے قوانین بھی وضع کرتا ہے تا کہ ظلم وستم، ذخیرہ اندوزی، خودغرضی ومفاد پرستی، فریب ودھوکہ اور لوٹ کھسوٹ سے پاک ہوکر دنیا امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے اور ہر حقدار کو اس کا حق مل جائے اور ہر شخص دوسرے کا معین ومددگار بن جائے۔ اسلام میں ہر جائز پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ خواہ زراعت، ملازمت اور صنعت وحرفت ہو لیکن تجارت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں قرآنی تعلیمات مطالعہ کیجئے کہ۔

وجعلنا النهار معاشا (۴) اور ہم نے ہی دن کو معاش کا وقت بنایا۔

وجعلنا لكم فيها معايش قليلاما تشكرون (۵) اور ہم نے تمہارے لیے اس میں سامان زندگانی پیدا کیا، تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

لیس علیکم جناحٌ ان تَبتغوا فضلا من ربکم (٦) تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش تلاش کرو۔

و آخَرون یَضْرِبُوْنَ فی الأرضیبتغون من فضل اللہ۔ (٧)

. اور بعض تلاش معاش کے لیے ملک میں سفر کریں گے۔

فاذا قضیت الصلوۃُ فانتشروا فی الأرض وابتغوا من فضل اللہ (٨) پھر جب نماز (جمعہ پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھر و اور خدا کی روزی تلاش کرو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر حلال رزق طلب کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔

عن أنس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلمطلب الحلال واحب علی کل مسلم (٩)

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما کسب الرجل کسباً أطیب من عمل یدہ ۔یعنی آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا تمام کاموں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے(١٠)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں رزق حلال طلب کرتے ہوئے صحابہ کرام کو ان دعاؤں کے اہتمام کی تلقین فرمائی۔ ہر وہ کام و پیشہ جس سے رزق حلال حاصل ہو اس کو اختیار کرنے میں کسی طرح کی شرم وحیا اور غور وفکر سے کام نہیں لینا چاہئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد استحیا من الحلال الا ابتلاء اللہ بالحرام (١١)۔جس نے رزق حلال حاصل کرنے میں شرم کیا اس کو اللہ نے حرام میں مبتلا کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں طلب روزگار اور تلاش رزق سے یہ

کہتا ہوا نہ بیٹھ جائے کہ اللہ تو مجھے روزی دے کیونکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ آسمان سونے اور چاندی کی بارش تو نہیں برساتا''۔آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ تم اپنی روزی کو زمین کے پوشیدہ خزانوں میں تلاش کرو۔''

عن ابن مسعود قال انی لأکره أن اری الرجل فارغاً لا فی عمل دنیا ولا آخرة . (مجمع الزوائد ج:۴، ص: ۶۴، باب الکسب والتجارة)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ میں بیکار آدمی کو ناپسند کرتا ہوں چاہے امور دنیا میں یا امور آخرت میں۔(۱۲)

اسراف و فضول خرچی:

مسلم معاشرہ کی معاشی بدحالی میں اسراف وفضول خرچی کا بھی خوب عمل دخل ہے ۔جس طرح دوسرے کے مال کو اس کی مرضی کے بغیر لینا حرام ہے اسی طرح اپنے مال کو بھی بلاضرورت و بلامحل خرچ وضائع کر دینا حرام ہے۔کیونکہ مال اللہ کی نعمت وعطیہ ہے اور وہ اس کے بندوں کے پاس امانت ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسراف وفضول خرچی ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''و آت ذا القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین''(۱۳)

ترجمہ: ''اور قرابت دار کو اس کا حق (مالی وغیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج ومسافر کو بھی دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اُڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔''

''وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین''(۱۴)

ترجمہ: ''اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو۔''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الرفق فی المعیشة خیر من بعض التجارة ''(۱۵) ترجمہ: ''زندگی کے اخراجات میں میانہ روی بعض تجارت سے بھی بہتر ہے۔''

قرض:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو قرض سے نجات پانے کے لیے اس دعا کی تلقین فرمائی: ''اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك. ''(۱۶) ترجمہ ''اے اللہ! اپنے حلال رزق کے ذریعہ حرام سے بچا اور اپنے فضل سے مجھے ان سے بے نیاز کردے جو تیرے سوا ہیں۔''

تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد و غمخواری کا حکم دیتے ہوئے قرض دینے کی تاکید کی گئی اور قرض پر احسان جتانے اور سود لینے سے منع کیا گیا۔

''مَا مِن مُسْلِم یُقْرِضُ مُسْلِماً قرضاً مرتین اِلَّا کانَ کَصَدَقَتِهَا مرّةً. ''(۱۷) ترجمہ'' کوئی مسلمان کسی مسلمان کو دوبارہ قرض دیتا ہے تو اس کا ثواب وہی ہوتا ہے جو ایک بار صدقہ دینے کا ہوتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من سره ان ینجیه الله من کرب یوم القیامة فلیتنفس عن معسر أو یضع عنه. '' (۱۸) ترجمہ: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اسے قیامت کی سختیوں سے اللہ نجات دے، تو اسے چاہیے کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے یا اُسے معاف کردے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے: ''و ان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة و ان تصدقوا خیر لکم.''(۱۹) ترجمہ ''یعنی اگر قرض دار تنگ دست ہے تو کشادگی تک مہلت دو اور اگر بالکل معاف کر دو، تو تمہارے لیے یہ (صدقہ کر دینا) عمل خیر ہے۔

انسان کی غیرت وخودداری کا تقاضا ہے کہ وہ کسی کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلائے اور اپنی بے کسی ومحتاجی کو بیان نہ کرے بلکہ رزقِ حلال کے لیے کوشش کرے اور اسراف وفضول خرچی سے بچتے ہوئے میانہ روی کے ساتھ اپنی ضروریات کی تکمیل کرے اور بھیک مانگنے اور قرض لینے کو سخت ناپسند کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں قرض سے پناہ مانگی ہے۔

''اللھم انی اعوذبك من غلبة الدین''(۲۰)

صحیح بخاری میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض وگناہ سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا: ''اللھم انی اعوذبك من المأثم والمغرم فقال له قائل ما اکثر ما تستعیذ یا رسول الله من المغرم؟ فقال ان الرجل اذا غرم فکذب و وعد فاخلف.''(۲۱)

ترجمہ: ''خدایا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے، کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا بات ہے، آپ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا: آدمی جب مقروض ہو جاتا ہے تو اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔''

جب مسلمان کسی پریشانی ومصیبت میں ہو اور قرض لینے پر مجبور ہو تو اسے قرض

لینے کی اجازت ہے، لیکن قرض کو ادا کرنے کے لیے فکر وسعی کرے اور اللہ سے جلد ادائیگی کے لیے دعا کرتا رہے اور جیسے ہی قرض ادائیگی کی راہ پیدا ہو جائے تو قرض ادا کر دے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا ادّی اللہ عنہ و من اخذھا یرید اتلافھا اتلفہ اللہ.''(۲۲)

ترجمہ: ''جس نے لوگوں کے مال قرض کے طور پر لیا اور اس کو ادا کرنا چاہا تو اس کا قرض اللہ ادا فرمائے گا اور جس نے تلف کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو اللہ تلف فرمائے گا۔''

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مطلُ الغنی ظلم.'' (۲۳) ترجمہ ''قدرت رکھنے والے کا ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

گداگری کی مذمت :

حکم خداوندی وانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ (۲۴) کے تحت ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ حلال کمائی کے لئے کوشش کرے اور حرام کمائی سے اجتناب کرے، اس کے ساتھ ہی بھیک مانگنے سے بچے، جو شخص کام کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کا بیٹھے رہنا حرام ہے۔ چاہے عبادت کے لیے یکسوئی یا اللہ پر توکل کے نام پر کسب رزق سے رک جائے اسی طرح کام کرنے کی صلاحیت وطاقت کے باوجود لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور اپنی ضروریات کے باوجود لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور اپنی ضروریات کی تکمیل کی درخواست کرے ایسے شخص کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔ **لا یزال الرجل یسأل الناس حتی یأتی یوم القیامة لیس فی وجھه مذغة لحمٍ۔(۲۵)**

ترجمہ: ''یعنی جو شخص اپنے کو مانگنے کا عادی بنالے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہوگی۔''

عن أبی عُبَید مولی عبد الرحمن بن عوف : أنّه سمع أبا هريرة رضی الله عنه يقول : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لان يختطب احدكم حزمةً علی ظهره خير من أن يسأل احداً فَيُعطيه أو يَمنعه . (۲۶)

حضرت ابوعبید روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے بھیک مانگنے سے بہتر ہے کہ تم میں کا کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑی کا بوجھ اٹھائے۔ وہ جس سے مانگ رہا ہے ہوسکتا ہے وہ اس کو دے دے یا منع کردے۔

حرام کمائی :

مال کا جائز طریقے سے کمانا اور جائز راستوں میں خرچ کرنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے لیکن حرام طریقے سے دولت کمانے اور ناجائز پیشہ اختیار کرنے والوں پر قرآن وحدیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ حرام مال استعمال کرنے والوں پر جنت حرام ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا يدخل الجنة لحم نبت من السحت وكل لحم نبت من السحت كانت النار اولی به . (۲۷)

تجارت :

اسلام میں ہر جائز پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہے خواہ زراعت، صنعت وحرفت اور ملازمت ہو لیکن تجارت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ

تجارت اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو اللہ تعالی نے تجارت کی غرض سے سفر کرنے والے اور مجاہد فی سبیل اللہ کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے۔ **وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۲۸)**

اور یہ مضمون دیگر آیتوں میں بھی ہے لیکن صرف اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ایک حدیث پیش کی جارہی ہے۔ جس سے تجارت کی اہمیت مزید واضح ہوجائے گی۔

التاجر الصدوق والأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ۔(۲۹) ترجمہ: ''سچا دیانت دار تاجر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔''

حرام چیزوں کی بیع حرام ہے۔ خریدنا، فروخت کرنا اور واسطہ بننا سب حرام ہے۔ **ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام .(۳۰)** ترجمہ: ''اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی خرید وفروخت حرام کردی ہے۔''

دھوکہ کی بیع حرام ھے :۔

عن حکیم بن حزام قال رسول ا للہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لھما فی بیعھما وان کذبا وکتما محقت برکۃ بیعھما ۔(۳۱)

بائع اور مشتری دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوجاتے اگر دونوں سچائی سے کام لیں اور عیب بیان کریں تو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو سودے کی برکت اٹھادی جاتی ہے۔''

جھوٹی قسمیں کھا کر مال کو فروخت کرنے کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: الحلف منفعة للسلعة ممحقة للبر كة.

(۳۲)قسم کھانے سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت :۔

الجالب مرزوق والمحتكر ملعون (۳۳) بازار میں مال درآمد کرنے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔

قیمتیں کنٹرول میں رہیں اس کی خاطر کئی اصول وضع کئے گئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: نُـهِيـنـا ان يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ ولو كان اخاه لابيه وامــه ۔(۳۴) ہمیں اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے خواہ وہ اس کا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

ناپ تول میں کمی :۔

ويـل لـلـمـطـفـفـيـن الـذيـن اذا كتالوا على الناس يستوفون. واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون . الا يظن اولئک انهم مبعوثون .ليوم عظيم ،يوم يقوم الناس لرب العٰلمين .(۳۵)

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے (اپنا حق) ناپ کر لیں اور پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں، کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

واوفوا الكيل اذا كلتم وزنوا بالقسطاس المستقيم . ذلک خيرٌ واحسن تاويلا .(۳۶) اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو

یہ اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

اوفوا الکیل ولا تکونوا من الخاسرین ،وزنوا بالقسط المستقیم ،ولا تبخسوا الناس أشیاء ھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین. (۳۷) تم لوگ پورا ناپا کرو اور صاحب حق کا نقصان نہ کرو اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو۔

سود :۔

اسلام نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے ارشاد خداوندی ہے:

الذین یأکلونَ الرِبٰوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبّطه الشیطانُ من المس ذلك بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع وحرّم الربا. فمن جاء ه موعظة من ربه فانتهی فله ماسلف وأَمره الی الله و من عاد فاولئك اصحاب النار هم فیها خالدون، یمحق الله الربا ویربی الصدقات.'' (۳۸)

ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر (یعنی حیران و مدہوش) یہ (سزا) اس لیے (ہوگی) کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے (لینا) ہو چکا ہے وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر غور کرے تو یہ لوگ دوزخ میں

جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔

سود کی وجہ سے دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آجاتی ہے۔ ایک کی دولت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے تو دوسرا دن بدن معاشی بدحالی کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ سود خود بلا کسی محنت وکوشش اور بلا کسی عوض کے دوسرے کے مال کا مالک بنتا چلا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک دوسرے کی مدد اور ایثار وقربانی کے بجائے بغض وعداوت حرص وطمع اور استحصال وزیادتی کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یایھا الذین آمنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔**(۳۹) ترجمہ: ''اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے ہو تو مضائقہ نہیں۔''

یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ، وان تبتم فلکم رُءُ وسُ اموالِکم ،لا تَظلمون ولا تُظلمون۔(۴۰)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا) اگر تم توبہ کرلو گے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جائیں گے، نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا۔''

رشوت :۔

اسلام میں رشوت حرام ہے ، یہودی علماء رشوت لے کر لوگوں کے درمیان نا انصافی اور غلط فیصلے کیا کرتے تھے اور توریت کے قوانین میں تحریف کیا کرتے تھے اس لئے ان کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ ۱۷۴ اور سورہ بقرہ ۱۸۸ میں فرمایا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لعن الله على الراشي والمرتشي والرائش** (۴۱) رشوت لینے اور دینے والے اور واسطہ بننے والوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔

زراعت:۔

تجارت کے بعد اہم ذریعہ معاش زراعت ہے۔ زراعت و کاشتکاری سے صرف غذا ہی حاصل ہوتی ہے بلکہ علاج وادویہ کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں انسانی زندگی وصحت کے لیے کاشتکاری کی ہر دور میں اہمیت رہی ہے۔ اور انسانی زندگی کا دارومدار غلہ، پھل، اور جڑی بوٹیوں سے قائم ہے۔ اسلام میں زراعت و کاشتکاری کے لئے بہترین اصول وضابطے وضع کیے گئے ہیں۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا يغرس مسلم غرساً ولا يزرع زرعاً ،فيأكل منه انسان ولا دابة ولاشئ الا كانت له صدقة** ۔(۴۲) ''جو مسلمان کوئی درخت لگائے گا یا کوئی بیج بوئے گا اس سے انسان یا پرندہ بھی کچھ کھائے گا تو اس کا ثواب اس لگانے والے کو ملے گا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هو الذى جعل لكم الارض ذلولا فامشوا فى مناكبها وكلوا من رزقه واليه النشور. (۴۳)

ترجمہ: وہ ایسا (منعم) ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اس کے رستوں میں چلو (پھرو) اور اللہ کی روزی میں سے (جو زمین میں پیدا کی ہے) کھاؤ (پیئو) اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

''أفرأيتم ما تحرثون، أ انتم تزرعونه ام نحن الزارعون. (۴۴) ترجمہ: اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں۔''كلوا من ثمره اذا اثمر و آتوا حقه يوم حصاده ولاتسرفوا انه لايحب المسرفين. (۴۵) ترجمہ: ''ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد میں مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔''

صنعت و حرفت :۔

صنعت وحرفت بھی اہم ذریعہ معاش ہے جس کو سیکھنے اور ذریعہ معاش بنانے کی اسلام میں ترغیب دی گئی ہے۔ دور حاضر میں صنعت وحرفت میں بڑا انقلاب آیا ہے۔ اور صنعت وحرفت کے بڑے بڑے ادارے قائم ہو گئے ہیں۔ اور صنعت وحرفت کے لئے نئے نئے شعبے قائم ہو گئے ہیں دور اول میں مسلمان تمام علوم وفنون کے امام تھے لیکن آگے چل کر یورپ نے اس میدان میں زبردست ترقی کی اور وہ مقتدا و پیشوا بن گئے۔ مسلمان اپنے اسلاف کے نقش قدم پر نہیں چل سکے اور عظیم نقصانات سے دوچار ہوئے۔ ذلت ورسوائی اور ناکامی و نامرادی پیچھا چھوڑنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔

لہٰذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان صنعت وحرفت میں مہارت ودسترس حاصل کر کے خود بھی سرخرو ہوں اور پوری انسانی برادری کو رحمت وعافیت سے

ہمکنار کرنے کا ذریعہ بنیں۔

ملازمت:

دنیا کا نظام ایک دوسرے کے تعاون و مدد سے قائم ہے۔ دنیا کے تمام تعلیمی، تجارتی، صنعتی اور اختراعی ادارے ملازمین و مزدوروں کے بغیر قائم و دائم نہیں رہ سکتے اور ملازمین کی محنت و مشقت، عرق ریزی و جانفشانی، جد و جہد اور مہارت و صلاحیت ہی سے تمام ترقیات ہیں۔ اس لیے ملازمین کو بھی منافع میں شریک کرنا چاہیے اور ان کی ترقی و راحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اسلام نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی ہے، ملازمین تو ان سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

رسول اکرم صلی الہ علیہ وسلم نے غلاموں کے سلسلے میں فرمایا: ''وہ تمہارے بھائی ہیں جن کو خدا نے تمہارے ماتحت رکھا ہے۔ لہٰذا اللہ نے جس کے ماتحت اس کے بھائی کو کیا ہو، اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھائے، جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے۔ اسکو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس کے لیے دشوار ہو اور اگر ایسے کام کی ذمہ داری سونپ ہی دے تو پھر اس کی مدد کرے۔(۴۶)

ملازمین کے حقوق کو ادا کرنا اور ترقی کی دوڑ میں شامل کرنا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ مزدور کو ان کی مزدوری وقت پر ادا کر دی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اعطوا الاجیر اجرہ قبل أن یجف عرقه.''(۴۷) مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

اسلام کے معاشی نظام کی اہم خصوصیت دولت کی گردش ہے۔ روس کا سرخ انقلاب تاریخ کا وہ انمٹ باب ہے جس میں اٹھارہ لاکھ سے زائد انسان بے دردی سے قتل

کر دیئے گئے ۔بیس لاکھ انسانوں کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں جبکہ بچاس لاکھ انسان جلا وطن کئے گئے ۔قرآن نے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کر دیا تھا۔

کی لا یکون دولة بین الأغنیاء منکم (۴۸) تا کہ وہ (مال فئے) تمہارے مالداروں کے قبضہ میں نہ آجائے۔

عن عباس :أنّ معاذاً قال : بعثنی رسولُ الله صلی الله علیه وسلم قال انّک تاتی قوماً من أهل الکتاب، فادعهم الی شهادة ان لا اله الا الله ،وأنی رسول الله فان هم أطاعوا لذٰلک ، فاعْلِمْهم انّ الله افترض علیهم خمسَ صلواتٍ فی کل یوم ولیلةٍ فان هم أطاعوا لذلک، فأعلمهم انّ الله افترض علیهم صدقة توخذ من أغنیائهم فتردُّ فی فقرائهم فان اطاعوا لذلک ، فایّاک وکرائمَ أموالهم فاتق دعوة المظلوم فانّه لیس بینها وبین الله حجابٌ . (۴۹)

ترجمہ:۔حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو تو تم ان کو کلمہ شہادت کی طرف بلانا اگر وہ اس کی اطاعت کر لیں تو ان کو سکھانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ۔اگر وہ اس کی پیروی کر لیں تو ان کو سکھانا کہ اللہ

نے تم پر زکوۃ کو فرض کیا۔ زکوۃ مالداروں سے لی جائے اور غریبوں
میں تقسیم کر دیا جائے اگر وہ اس کی اطاعت کر لیں تو تم لوگوں کے
اچھے مال سے بچو اور مظلوم کی آہ سے بچو اس لئے کہ اس کے اور
اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے۔

اسلام کے معاشی نظام کے نافذ ہونے سے غریبی کے خاتمے کی چند مثالیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں۔

والیِ یمن (گورنر) حضرت معاذ بن جبلؓ نے اہلِ یمن سے جو زکوٰۃ وغیرہ کی رقمیں وصول کیں، ان کا ایک تہائی مرکزی بیت المال بھیجا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے رپورٹ پیش ہوئی، تو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

آپ کو یمن میں اس لیے نہیں بھیجا گیا تھا کہ وہاں سے چندہ جمع کریں یا جزیہ وصول کریں اور یہاں بھیجیں۔ آپ کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہاں کے اہلِ استطاعت سے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ وصول کریں اور اسی علاقہ کے ضرورت مندوں پر تقسیم کر دیں۔ پھر آپ نے یہ رقم کیسے بھیجی؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا ''سب کو دے دیا گیا، جب یہاں کوئی لینے والا نہیں رہا تو یہ فاضل رقم بھیج دی۔''

اگلے سال حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نصف اور تیسرے سال زکوٰۃ کی پوری رقم بیت المال بھیج دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مرتبہ بھی اتنی ہی سختی سے لکھا، تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا دو لفظی جواب یہ تھا: ''ما وجدت احدا یاخذ منی شیئاً.'' ترجمہ: کوئی نہیں ملا جو مجھ سے کچھ لے۔ (۵۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو مدینہ کی حالت بھی یہ ہوگئی کہ لوگ زکوٰۃ کی رقم لیے پھرتے تھے اور کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جو اسے قبول کر لے۔

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات سے صرف دس سال بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی مشہور خصوصیت یہ ہے کہ اس دور میں پورے مدینہ میں ایک شخص بھی نہیں رہا جو زکوٰۃ کا مال لینے کے لیے تیار ہو۔ اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی صادق آتی ہے کہ لوگ سونا ہاتھوں میں لیے پھریں گے کہ کسی کو صدقہ کر دیں، مگر کوئی قبول نہ کرے گا۔

بخاری شریف میں ہے۔

عن أبی موسیٰ رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لیاتینّ علی الناس زمان ، یطوف الرجل فیه بالصدقة من الذهب ثم لا یجد أحداً یأخذها منه ویری الرجلُ الواحدُ یتبعه اربعون امرأةً یلذنَ به من قلّة الرجال وکثرة النساء . (۵۱)

اخبرنا شعبة قال: أخبرنی معبد بن خالد : قال سمعت حارثة بن وهب الخراعی یقول : سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول : تصدقوا فسیاتی علیکم زمانٌ یمشی الرجل : لو جئتَ بها بالامس لقبلتُها منک ، فأمّا الیوم فلا حاجة لی فیها . (۵۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی زکوۃ میں سونے کیے پھیرے گا لیکن وہ

کسی کو نہیں پائے گا کہ زکوۃ اس سے حاصل کرے اور ایک آدمی کو دیکھا جائے گا کہ چالیس عورتیں اس کا پیچھا کریں گی عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی کی وجہ سے ایک مرد سے لطف اندوز ہوں گی۔

دوسری حدیث میں ہے۔

ترجمہ:۔حضرت حارثہ بن وہب الخزاعی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم زکوۃ ادا کرو عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنی زکوۃ لیے دوسرے کے پاس آئے گا تو وہ کہے گا کہ اگر تم کل زکوۃ لے کر آتے تو میں اس کو ضرور قبول کر لیتا آج تو مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔

اورلباس و پوشاک کی حالت یہ ہے کہ 'ایمن حبشی' راوی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سوتی کپڑے کا کرتا پہنے ہوئے تھیں، اس کپڑے کو قطری کہا جاتا تھا۔ یہ قیمتی کپڑا نہیں ہوتا تھا، چنانچہ اس کپڑے کی قیمت پانچ درہم ہوگی مگر اس کی وضع خاص ہوتی تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، پہلے یہ حالت تھی کہ مدینہ کے تمام مسلمانوں میں اس طرح کا کرتا صرف میرے پاس تھا، اس وقت یہ بہت بڑھیا سمجھا جاتا تھا، چنانچہ کسی کی بہن کی شادی ہوتی تھی تو دلہن کو پہنانے کے لیے میرے پاس سے کرتا منگایا اور دلہن کو پہنایا جاتا تھا، لیکن اب حالت یہ ہے کہ میری یہ باندی ہے، میں نے اس کے لیے یہ کرتا گھر میں پہننے کے لیے بنادیا ہے، مگر یہ نخرے کررہی ہے، اس کے لیے بھی تیار نہیں کہ گھر میں ہی پہن لیا کرے۔(بخاری شریف ص ۳۵۸)

حدثنا عبدالواحد بن ایمن قال: حدثنی أبی قال : دخلتُ علی عائشة رضی اللہ عنها ، وعلیها درعٌ قِطرٍ ثمن خمسة دراهم فقالت : ارفَعْ

بصرک الی جاریتی انظر الیها فانّها تُزهیٰ أن تَلبسه فی البیت وقد کان لی منهن دِرُعٌ علی عهد رسول الله صلی اللہعلیه وسلم فما کانت امرأةُ تقَیَّنُ بالمدینة الا اَرسَلتُ الیَّ تَستَعِیرُہ . (۵۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، تمہارے یہاں قالین ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قالین؟ ہمارے یہاں قالین کہاں؟ فرمایا، عنقریب ہوجائیں گے، چنانچہ آج یہ بشارت آنکھوں کے سامنے ہے، گھر میں کئی قالین ہیں، میں نہیں چاہتا کہ قالین پر بیٹھوں، بیوی سے کہتا ہوں اپنا قالین پرے کرلو، بیوی کہتی ہے، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی نہیں فرمائی تھی کہ تمہارے یہاں قالین ہوجائیں گے، میں یہ سنتا ہوں تو پڑا رہنے دیتا ہوں، ہٹاتا نہیں ہوں۔

عن جابر قال قال النبی صلی الله علیه وسلم هل لکم من انماطٍ قلتُ وأنی تکون لنا الانماط قال أما انه سیکون لکم الانماط فانا اقول لها یعنی امرأته اخّری عنی انماطک فتقول الم یقل النبی صلی الله علیه وسلم انها ستکون لکم الانماط فادعها . (۵۴)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چندہ کی اپیل فرماتے تھے تو ہم منڈی میں جا کر پلہ داری کرتے (گٹھ اُٹھانے کی مزدوری) کرتے تھے۔ مزدوری میں ایک سد (تقریباً چودہ چھٹانک) کھجور مل جاتے تھے، ہم وہی لاکر چندہ میں دے دیا کرتے تھے۔ ان مزدوروں میں آج ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس ایک لاکھ کی رقم یونہی پڑی ہوئی ہے۔

عن أبی مسعود الأنصاری رضی الله عنه قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا أمر بالصدقة ، انطلق احدنا الی السوق فیحامل فیصیب المدّ وان لبعضهم لمائة الفٍ قال : ماتراه یعنی الا نفسه . (۵۵)

حضرت شبیب بن غرقدہ کی روایت ہے کہ حضرت بارقی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار دیا کہ قربانی کے لیے بکری خرید لائیں۔ انہوں نے دیکھ بھال اور جستجو کی تو ایک دینار میں دو بکریاں مل گئیں۔ انہوں نے ایک بکری ایک دینار میں بیچ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک بکری پیش کر دی اور سالم دینار لوٹا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت شبیب فرماتے ہیں کہ انہیں عروہ کے ذاتی اصطبل میں ستر گھوڑے میں نے دیکھے ہیں۔

حدثنا شبیب بن غرقدة قال سمعت الحی یتحدثون عن عروة هو البارقی ان النبی صلی الله علیه وسلم اعطاه دیناراً یشتری له به شاة فاشتری له به شاتین فباع احدٰهما بدینار فجاء بدینار وشاة فدعا له البرکة فی بیعه فکان لو اشتری التراب لربح فیه قال سفیان کان الحسن بن عمارة جاء نا بهذا الحدیث عنه قال سمعه شبیب من عروة فاتیته فقال شبیب فقال شبیب انی لم اسمعه من عروة قال سمعت الحی یخبرونه عنه ولکن سمعته یقول سمعتُ النبی صلی الله علیه وسلم یقول الخبر معقود بنواصی الخیل الی یوم القیامة قال ولقد رأیت فی داره سبعین فرسا قال سفیان یشتری له شاة کانها أضحیة (۵٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء نے اپنے بھتیجوں کو ایک جائیداد ہبہ کی اور فرمایا یہ جائیداد بہن عائشہ کے ترکہ میں سے مجھے ملی ہے اور معاویہؓ اس کی قیمت ایک لاکھ دے رہے ہیں۔(۵۷)

مال و دولت کو چند ہاتھوں میں سے جانے سے روکنے کے لئے اسلام نے ایک مکمل ضابطہ بنایا ہے۔حرام دولت کے حصول کے تمام ذرائع پر پابند لگاتے ہوئے تجارت، زراعت، ملازمت اور صنعت وحرفت کے ذریعہ کسب حلال کی ترغیب دی ہے۔دولت کے ارتکاز کو روکنے کے لیے زکوۃ وعشر ادا کرنے اور صدقہ فطر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے، جائداد کو وقف کرنے اور منصفانہ طریقے سے میراث تقسیم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، اسی طرح ضرورتمندوں کو قرض دینے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔اور کسی کی مالی مدد پر سود لینے اور مہلت نہ دینے کی مذمت کی گئی ہے۔

امت مسلمہ کے معاشی طور پر خود کفیل بننے میں جو موانع ہیں ان میں حکومتوں کی غلط منصوبہ بندی اور پالیسیاں ہیں۔مسلم ممالک میں بھی اسلام کا مکمل اقتصادی نظام نافذ نہیں ہے۔اور امت مسلمہ کی اکثریت زکوۃ وصدقات ادا نہیں کر رہی ہے۔اور جو بھی زکوۃ وصدقہ ادا کر رہی ہے وہ بھی صحیح ہاتھوں میں نہ پہنچنے کی وجہ سے مطلوبہ فوائد ومنافع حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔حکومتیں بھی زکوۃ وصدقات کو مستحقین اور صحیح مصارف میں صرف نہیں کر رہی ہیں۔مسلم ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں بہتر نظام معیشت نافذ نہیں ہے۔ان حکومتوں کے ملکی قوانین انسانوں کے وضع کردہ ہیں اور وہاں کے حکومتی نظام پر خود غرض ومفاد پرست افراد مسلط ہیں جن کی وجہ سے لوگ بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ترقی یافتہ ممالک کے معاشی حالات دن

بدن بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلمان دنیا کے کسی بھی خطہ میں آباد ہوں ان کے حکمراں مسلم ہوں یا غیر مسلم، جمہوری نظام ہو جس میں خود حکومت میں مسلم افراد بھی شامل ہوں ان میں اسلام کے اقتصادی نظام کے نفاذ کے لئے حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے اور اسلام کے معاشی و اقتصادی نظام کو مسلم حکومتیں اپنے مما لک میں نافذ کریں تا کہ دنیا کو بہترین معاشی و اقتصادی نظام کا نمونہ عملی طور پر حاصل ہو۔ خود مسلمان اپنی ذات، خاندان اور معاشرہ میں اسلام کو نافذ کرنے کی سعی کریں۔ اپنے صدقات، عطیات اور زکوۃ مستحقین تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی وغفلت سے کام نہ لیں۔ اور مکمل زکوۃ ادا کریں۔ آج بھی وہ مبارک دور واپس آ سکتا ہے۔ جس کے بارے میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

لوگوں صدقہ دو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی صدقہ لیے لیے پھرے گا مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا۔ جو اسے قبول کریں۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کا معاشی نظام مکمل نافذ ہوا تو کوئی زکوۃ لینے والا نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ وآ ثار کے حوالہ سے کئی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ موجودہ حالات میں اسلام کا معاشی و اقتصادی نظام ہی ایسا بہتر نظام و دستور ہے جو امت مسلمہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنا سکتا ہے۔ اور دنیا کو بھی معاشی بحران سے نجات دلا سکتا ہے۔ اور دم توڑتی انسانیت کے لیے مسیحا ثابت ہوسکتا ہے۔ آج الحمد للہ پوری دنیا میں اسلامک بینک، اسلامی تجارت اور اسلامی نظام معیشت کی وکالت کی جانے لگی ہے۔ اور بعض غیر اسلامی ملکوں میں اسلامی قوانین سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اور یورپ میں اسلامک بینک کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم مما لک اسلام معاشی

واقتصادی نظام مکمل طور پر نافذ کریں ۔مسلمان مکمل زکوۃ وصدقہ کریں ۔اور عطیات دینے کے لیے آگے آئیں ۔اس کے ساتھ ہی عطیات، زکوۃ وصدقات مستحقین تک پہنچائیں ۔مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں ۔وہاں ایسا نظام بنائیں کہ ان رقموں سے امت کی بدحالی وغربت دور ہو جائے ۔ہندوستان میں مختلف اداروں وتنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی بدحالی کو دور کرنے اور ان کو خود کفیل بنانے کے لئے محدود کوششیں جاری ہیں ۔مسلم بینک کے ذریعہ غیر سودی قرض کا نظام، تعلیمی، رفاعی وفلاحی ادارے کا قیام، اور صنعت وحرفت کے ادارے وٹریننگ سنٹر کا قیام اچھی پیش رفت ہے ۔لیکن عالمی وملکی سطح پر منظّم ومنصوبہ بند طریقے سے جب تک کوشش نہ کی جائے بہتر نتائج کی توقع نہیں کی جاسکتی ۔ملکی سطح پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے بیت المال کی طرح بیت المال قائم کرنے کی ضرورت ہے دور نبوی کی طرح مسجدوں کو تمام امور دینی، ملی، فلاحی اور تعلیمی سرگرمیوں کے لیے مرکزی اہمیت حاصل ہونی چاہئے ۔اس لیے کہ مسجدوں کے منبروں سے جو صدا بلند ہوتی ہے وہ گھر گھر پہنچ جاتی ہے ۔وما توفیقی الا باللہ وعلیہ توکلت والیہ أنیب .

ابوسعید محمد شمشاد ندوی
جامعۃ الہدایہ، رام گڑھ روڈ
جے پور، راجستھان

E- mail - mdshamshadnadwi @ gmail . com

What's App : 9829158105

مراجع

١۔ دینک بھاسکر ٢٨/مارچ ٢٠١٢ء
٢۔ دینک بھاسکر ١٥/ستمبر ٢٠٠٢ء
٣۔ راشٹریہ سہارا دہلی ٥/مارچ ٢٠١٣ء
۴۔ سورہ نبا ١١
۵۔ سورہ اعراف ١٠
٦۔ سورۃ البقرہ ١٩٨
۷۔ سورہ مزمل ٢٠
٨۔ سورہ جمعہ ١٠
٩۔ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن مجمع الزوائد ج:١٠،ص:٢٩١،باب طلب الحلال دار الکتاب العربی، بیروت لبنان،١٩٨٢
١٠۔ سنن ابن ماجہ ج:٢،ص:٢۴۷،حدیث ٢١٣٨،المکتبة العلمیة، بیروت
١١۔ کنز العمال
١٢۔ مجمع الزوائد ج:۴،ص:٦٣،باب الکسب و التجارة
١٣۔ سورہ بنی اسرائیل:٢٦۔٢۷
١۴۔ سوہ اعراف:٣١
١۵۔ کنز العمال ج:٣،ص:٥١،مجمع الزوائد ج:۴،ص:۴۷عن جابر۔باب الرفق فی المعیشة
١٦۔ سنن الترمذی حدیث:٣٥٦٣
١۷۔ سنن ابن ماجہ ج:٢،ص:٢، باب القرض،حدیث:٢۴٣٠

۱۸۔ صحیح مسلم حدیث:۱۵۶۳

۱۹۔ سورۃ البقرہ:۲۸

۲۰۔ سنن النسائی:۵۴۷۵

۲۱۔ صحیح بخاری حدیث:۷۹۸

۲۲۔ صحیح بخاری حدیث:۲۲۷۵

۲۳۔ صحیح بخاری:۲۱۶۶

۲۴۔ سورہ جمعہ

۲۵۔ صحیح بخاری حدیث:۱۴۰۵،باب من سال الناس تکثراً

۲۶۔ صحیح بخاری ج۲ص۷۳۰،حدیث۱۹۶۸، باب کسب الرجل وعمله بیده

۲۷۔ مسند احمد بن حنبل ج:۳،ص:۳۲۱،دارالفکرالعربی،بیروت

۲۸۔ سورۂ مزمل:۲۰

۲۹۔ سنن الترمذی ج:۳،ص:۵۱۵،حدیث۱۲۰۹، باب ما جاء فی التجار ،
دار الحدیث الازھر القاھرۃ: ۱۹۸۷

۳۰۔ متفق علیہ

۳۱۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۷۳۲،حدیث۱۹۷۳، موسسة علوم القرآن
عجمان: ۱۹۸۷

۳۲۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۷۳۵،حدیث۱۹۸۱

۳۳۔ سنن ابن ماجہ ج:۲،ص:۷۲۸،حدیث۲۱۵۲،باب الحکرة والجلب

۳۴۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۷۵۸حدیث۲۰۵۳

۳۵۔ سورۃ المطففین

۳۶۔ سورۃ الاسراء

۳۷۔ سورۃ الشعراء:۱۸۱۔۱۸۳

۳۸۔ سورۃ البقرہ:۲۷۵

۳۹۔ سورۃ النساء:۲۹

۴۰۔ سورۃ البقرہ:۲۷۸۔۲۷۹

۴۱۔ **کشف الخفاء ومزیل الالباس** ج:۲،ص:۱۸۶

۴۲۔ صحیح مسلم حدیث:۱۵۵۲

۴۳۔ سورہ ملک:۱۵

۴۴۔ سورۃ الواقعۃ:۶۴

۴۵۔ سورہ انعام:۱۴۱

۴۶۔ سنن الترمذی ج:۴،ص:۲۹۵،حدیث۱۹۴۵، **ما جاء فی الاحسان الی الخدم**

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، الجلد الثانی ص ۸۱۷، باب اجر الاجراء

۴۸۔ سورۃ الحشر:۷

۴۹۔ صحیح مسلم ج۱،ص۵۰،حدیث۲۹

۵۰۔ **کتاب الاموال لابی عبید** حدیث:۱۹۱۱،ص:۵۹۶

۵۱۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۵۱۳، **باب الصدقة قبل الرد**،حدیث۱۳۴۸،
موسسة علوم القرآن عجمان

۵۲۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۵۱۷،حدیث۱۳۵۸، **باب الصدقة باليمين**

۵۳۔ صحیح بخاری ج ۲،ص ۹۲۶،حدیث ۲۴۸۵،باب الاستعارة للعروس عندالبناء

۵۴۔ صحیح بخاری الجلد الاول ص:۵۱۲،باب علامات النبوة فی الاسلام ،کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

۵۵۔ صحیح بخاری ج:۲،ص:۹۴۷،حدیث ۲۱۵۳، باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره

۵۶۔ صحیح بخاری ج:۱،ص:۵۱۴، باب سوال المشركين،کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

۵۷۔ صحیح بخاری ج ا،ص ۴۵۴